مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

افضلیت مطلقہ کا ناقابل تردید بیان و "البرق" کی ہفوات کا مدلل جواب

مسمّٰی بہ

خیر الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فی توضیح

افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

از

خادم اہلسنت و جماعت سید مراتب علیشاہ مہتمم مدرسہ حنفیہ رضویہ
منڈی عارف والا

ملنے کا پتہ۔ نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت کے بعد عرض ہے کہ ملت میں اختلاف و انتشار اور اہل سنت والجماعت کے اجماعی مسائل و عقائد اور اہم و طے شدہ دینی اصطلاحات میں من مانی و رخنہ اندازی کی مہم اسقدر شدت سے جاری ہے کہ قابل بیان نہیں ہے۔ اس سلسلہ کا اصل مرکز ملتان ہے۔ اور اس کی شاخیں شجاع آباد سے لاہور تک پھیلی ہوئی ہیں۔

گذشتہ دنوں ملتان و لاہور کی متحدہ کوشش سے "احسن التحریر" نامی ایک کتاب شائع ہوئی۔ جس میں تحقیق کے نام پر دیگر غلطیوں کے علاوہ حبیب حق و افضل الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کو بھی بلاوجہ اختلافی قرار دے کر اس کو مجروح اور اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ چونکہ یہ مسئلہ اجماعی و یقینی اور افضل الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی عظمت و جلالت شان کا حامل تھا۔ اس لئے ہم نے اپنے ایک پمفلٹ "افضل الخلق" میں نہایت روشن دلائل کے ساتھ بلا اختلاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا ثابت کیا۔ اور "احسن التحریر" کے مصنف و ناشرین کی اس زبردست غلطی کو واضح کیا۔ یہ کوئی ایسی بات نہ تھی کہ جسے طول دیا جاتا جن حضرات نے آجکل بلاوجہ علماء اہلسنت سے "توبہ و رجوع" کرانے کا مشغلہ شروع کر رکھا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ خود بھی اپنی غلطی کو تسلیم کر کے اس سے رجوع کر لیتے اور بات ختم ہو جاتی۔ لیکن جنہیں اپنی تحقیق کا زعم ہو وہ اپنی بات کے خلاف کوئی حق بات کیسے سن سکتے ہیں۔ چنانچہ ہوا یہ کہ افضل الخلق

کے جواب میں "البرق" نامی ایک رسالہ شائع کر دیا گیا۔ جس میں مسئلہ زیر بحث کا جواب تو برائے نام ہے لیکن اس موضوع سے غیر متعلق باتوں اور گالیوں سے رسالہ کی شکم پُری کی گئی ہے۔ چونکہ ہمارا پمفلٹ اپنے دلائل کے لحاظ سے فی الحقیقت لاجواب تھا اس لئے ضرورت تو نہ تھی کہ "البرق" کی طرف توجہ کی جاتی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان سے متعلق اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر مناسب معلوم ہوا کہ "البرق" کی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا جائے تاکہ برادران اہلسنت کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور خدا توفیق دے تو مخالفین بھی حق بات کو قبول فرمالیں۔ جہاں تک "البرق" کی غیر متعلق باتوں اور گالیوں کا تعلق ہے۔ ان کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ اور محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت بیان کرنے پر ہمیں جو گالیاں سنائی گئی ہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے سپرد کرتے ہیں۔ لیکن

"البرق" کے تعارف کے لئے نفس مضمون سے پہلے ہم مصنف "البرق" کے اخلاق و تعصب وعناد کی ایک جھلک دکھانا مناسب سمجھتے ہیں تاکہ قارئین کو حقیقی مصنف کی ذہنیت و اندرونی کیفیت کا اندازہ ہو سکے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ ہمارے پمفلٹ کا نام تھا "افضل الخلق" جس کے ساتھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" بھی لکھا گیا تھا۔ یہ کوئی ایسا "جرم" نہیں تھا کہ جس کی بناء پر طبع آزمائی کی جاتی۔ مگر برا ہو تعصب وعناد کا کہ جس کے باعث "البرق" کے مصنف نے اس پر حسب ذیل تبصرہ کر ڈالا۔ لکھتے ہیں۔

"بارگاہ رسالت پناہ میں اس جاہل عفیف کی جرأت و بیباکی اس قدر شدید ہے۔ کہ چند ورقی مجموعہ ہفوات کا نام افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھا۔ پھر اس پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ افضل الخلق کے ساتھ درود شریف لکھ کر

گویا اس چہ ورقی رسلیا کو معاذ اللہ علیین افضل الخلق قرار دیدیا ورنہ کیا
رسلیا بھی صلوٰۃ وسلام کی مستحق ہو سکتی ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون"
معلوم نہیں کہ مسئلہ مندرجہ کی مناسبت سے (جیسا کہ عموماً ایسا ہوتا
ہے) رسالہ کا نام "افضل الخلق" نام رکھنا اور اس کے ساتھ درود شریف لکھا
جانا البرق کے مصنف کے لئے باعث تکلیف کیوں ہوا۔ اور انہوں نے کیسے
خدا بخش فطرت کے ماتحت اسے ایسا جرم تصور فرمالیا کہ جس کے تحت انہیں
اسقدر "گوہر افشانی" کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور پھر یہ کسقدر تعجب کی بات
ہے کہ رسالہ کا نام افضل الخلق رکھنا اور اس کے ساتھ درود شریف لکھنا
تو مصنف البرق کے نزدیک جرأت و بیباکی ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خداداد شان بے مثال بیان کرنے والے کو جاہل و غبی کہنا اور
اور جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کا بیان ہے
اس مجموعہ مبارکہ کو مصنف البرق کا مجموعہ ہفوات و رسلیا قرار دینا علیین ادب
و نیازمندی ہے

جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

افضل الخلق نام رکھا جانا اور درود شریف لکھا جانا بہر حال شرعاً کوئی
جرم نہیں ہے۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم "افضل الخلق" نام ہی کی شرم رکھی جاتی
اور خواہ مخواہ و بلا موقع بد زبانی و بیہودہ گوئی جیسے زبان کو روکا جاتا۔ اور اگر
مصنف البرق کے نزدیک یہ واقعی جرم ہے۔ تو پھر وہ اس کے متعلق کیا فرمائیں گے
کہ ماہنامہ "السعید" ملتان دسمبر ۱۹۵۶ء کے ص ۳۸ پر "رضائے مصطفیٰ" کے
"حجۃ الاسلام نمبر" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔
"ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

...... چنانچہ اب ہمیں بھی السعید کے اس ......

تبصرہ پر مصنف البرق کے الفاظ میں اخبار السعید کے متعلق یہ کہنے کی اجازت ہے کہ

"بارگاہ رسالت پناہ میں اس جاہل عنید کی جرأت و دیدہ دلیری کس قدر افسوسناک ہے۔ کہ ہفت روزہ "رضائے مصطفےٰ" کے ساتھ صلے اللہ علیہ وسلم لکھ کر گویا اس ہفت روزہ کو معاذاللہ عین مصطفےٰ قرار دیدیا ورنہ کیا ہفت روزہ بھی صلوٰۃ وسلام کا مستحق ہو سکتا ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون"

مصنف کو از رہ ہمدردی یہ نصیحت کرنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

آمدم برسر مطلب۔ افضل الخلق میں ہم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کے متعلق تین حوالے پیش کئے تھے۔ جن کی رو سے میں یہ واضح کیا تھا۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر صرف اہلسنت ہی نہیں بلکہ خارقین اجماع کے سوا معتزلہ کا بھی اجماع ہے مصنف البیان سے کسی حوالہ کو جھٹلایا تو نہیں جا سکا۔ لیکن اس نے محض اپنی تحقیق کا بھرم رکھنے اور غلطی پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنی بدگمانی کے زور سے خوش طبعی ان دلائل کو بگاڑنے اور حقائق کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے وہ انتہائی مذموم و افسوسناک ہے۔ جس کا نظارہ قارئین کرام ابھی فرمائیں گے۔

پہلا حوالہ۔ زرقانی کا ہمارا پہلا حوالہ یہ تھا کہ "تفضیل رسل البشر علی رسل ملائکہ میں معتزلہ جمہور اہلسنت کا خلاف کرتے ہیں۔ تو محل خلاف

؎ اختصار کے پیش نظر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔

حضور اقدس سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدس نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے علاوہ اور انبیاء و مرسلین کے متعلق ہے۔ حضور اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا اختلاف تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور کسی صورت میں مفضل علیہ نہیں ہیں۔ آپ کی افضلیت پر اجماع ہے۔ جیساکہ امام رازی و علامہ ابن سبکی اور امام المحدثین سراج بلقینی و علامہ زرکشی نے اسکو بیان کیا۔ اور وہ جو زمخشری نے تفسیر کشاف میں کہا ہے کہ جبریل امین حضور نبی پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ بعض مغربی علماء نے فرمایا۔ کہ زمخشری معتزلی اپنے مذہب سے جاہل ہے جس نے اپنی جہالت کی وجہ سے ایسا کہا۔ کیونکہ حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب مخلوق سے افضل ہونے پر معتزلہ کا بھی اجماع ہے) زمخشری معتزلی ورمانی یا جس معتزلی نے اس اجماع کے خلاف کہا ہے۔ اس نے خرق اجماع کیا ہے اور خرق اجماع خلاف اجماع ہے

. . . .

. . . .

. . . . اور خلاف اجماع بات اجماع منعقد ہونے کے بعد منافی و قادح نہیں ہے۔ زرقانی میں اسی صفحہ مذکورہ پر ہے۔ نعم قیل ان طائفۃ منہم خرقوا الاجماع کالرمانی فتبعہم۔ (افضل الخلق صفحہ ۲۳۲۔)

اس حوالہ کو بغور پڑھئے اور دیکھئے۔ اس میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاجماع افضل الخلق ہیں اہلسنت کے ساتھ معتزلہ کا بھی اس بات پر اجماع ہے۔ زمخشری وغیرہ بعض

معتزلہ جو اس کے مخالف ہیں وہ خارقین اجماع ہیں اور ان کا خلاف مردود و ناقابل اعتبار ہے۔ اب سنیئے اس کے برعکس البرق کے مصنف انتہائی سوقیانہ و بازاری انداز میں اپنی گندہ ذہنی کا مظاہرہ کرنے کے بعد اس پر کیا تبصرہ فرماتے ہیں۔ اور کیسی الٹی گنگا بہاتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"خوب یاد رکھیے معتزلہ کا وہی مذہب ہے۔ جو ہم دلائل سے بیان کر آئے ہیں (کہ ان کے نزدیک ملائکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں) البتہ ان میں سے بعض افراد کا اس مسئلہ کے ایک جزء میں اہلسنت کے قول کی موافقت کر لینا ایک علیحدہ امر ہے" (البرق صفحہ ۲۰)

اس ڈھٹائی اور سینہ زوری کا بھی کوئی ٹھکانا ہے کہ علامہ زرقانی تو نقل فرماتے ہیں۔ کہ اہل سنت کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ پر معتزلہ کا بھی اجماع ہے۔ اور ان کا بھی یہی مذہب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں۔ اور رمانی وغیرہ بعض معتزلہ کا گروہ خرق اجماع کا مرتکب ہے۔ اور زمخشری اپنے مذہب سے جاہل ہے کہ جس نے جبرئیل علیہ السلام کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیا ہے۔ لیکن البرق کا مصنف خط کشیدہ الفاظ میں اس کے بالکل برعکس لکھتا ہے کہ معتزلہ کا مذہب افضلیت مطلقہ کے خلاف ہے۔ اور معتزلہ کے صرف بعض افراد افضلیت مطلقہ میں اہلسنت کے موافق ہیں۔ ~

زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطر قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اگر اہلسنت کی طرح افضلیت مطلقہ پر معتزلہ

کا اجماع نہ ہوتا۔ زمخشری رمانی وغیرہ کو مخالفین اجماع کیوں قرار دیا جاتا۔ اور اگر افضلیت مطلقہ معتزلہ کا مذہب نہ ہوتا۔ تو زمخشری کو اپنے مذہب سے جاہل ——— کیوں کہا جاتا؟ کیا اہل علم دنیا سے ناپید ہوگئے ہیں۔ اور انصاف و شرم و دیانت رخصت ہو چکی ہے؟ جو یہ تحقیق کے نام پر اس طرح کی دھوکہ و مغالطہ آمیز حرکات کا مظاہرہ ہو رہا ہے

دوسرا حوالہ۔ ہمارا دوسرا حوالہ یہ تھا کہ اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت اپنے رسالہ جلیلہ "تجلی الیقین" میں فرماتے ہیں۔

"حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بد دین بندۂ شیاطین والعیاذ باللہ رب العالمین۔ کلمہ پڑھکر اس میں شک عجیب ہے۔ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے۔ جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے سارے مجمع کا دولہا حضور کو بنائیں گے۔ انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیاز مند ہوں گے موافق ومخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انہیں کی جانب بلند ہوں گے۔ انہیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا۔ انہیں کا ڈنکا بجتا ہوگا۔ جو آج بیان ہے کل عیاں ہے اس دن جو مومن ومقر ہیں۔ نور بار حسرتوں سے شادیاں رچائیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا اور جو مبطل ومنکر ہیں۔ دل فگار حسرتوں سے ہاتھ چبائیں گے۔ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔

گروہ معتزلہ کہ ملائکہ کرام کو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل مانتے ہیں وہ بھی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیٰ

آلہ اجمعین کو بالیقین مخصوص و مستثنےٰ جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی حضور پُر نور انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و خلق اللہ اجمعین سب سے افضل و اعلےٰ و بلند و بالا علیہ صلوٰۃ المولیٰ تعالیٰ۔ کلمات علمائے کرام میں اسکی تصریح اور فقیر کے رسالہ اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل میں تحقیق و توضیح اما الزمخشری فقد سفہ نفسہ و تبع ہوسہ وجھل من مذھبہ وتناھی فی الضلال حتی لم یعلم مشربہ کما نبہ علیہ اھل التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق (یعنی زمخشری دل کا احمق ہے وہ اپنی ہوس کا تابع ہوا۔ اپنے مذہب سے جاہل رہا۔ اور گمراہی میں نہایت کو پہنچا۔ یہاں تک کہ اپنے مشرب سے نادان رہا۔ جیسا کہ محققین نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے) اعلحضرت رضی اللہ عنہ کے اس نورانی مضمون پر مصنف البرق نے کیا تبصرہ فرمایا؟ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

"اعلحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی صرف معتزلہ نہیں بلکہ گروہ معتزلہ فرما کر اس اختلاف کو واضح فرما دیا نیز زمخشری کے تملاقہ کا ذکر فرما کر اس حقیقت کی واضح نشاندہی فرمادی (البرق ص۹) شاید اسی موقع پر کہا گیا ہے۔ ع چہ دلاور است وزدے کہ بکف چراغ دارد۔ ہم کہ اعلحضرت کے مضمون .... پہ غور فرمائیے اور دیکھئے آپ نے معتزلہ سمیت جس مسئلہ (افضلیت مطلقہ) کا اجماعی و اتفاقی ہونا اسقدر اہتمام و تاکید کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ البرق کا مصنف اسی کے متعلق کہہ رہا ہے کہ اعلحضرت نے گروہ معتزلہ فرما کر اس اختلاف کو واضح فرما دیا" حالانکہ اعلحضرت نے گروہ معتزلہ فرما کر اختلاف کو واضح نہیں فرمایا۔

بلکہ مسئلہ زیر بحث میں اہلسنت کیساتھ معتزلہ کا بھی متفق ہونا ظاہر فرما دیا۔ اور جس زمخشری نے مسئلہ زیر بحث میں اختلاف کیا۔ اس کے متعلق یہ فرما کر کہ وہ اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ اس کا خلاف اس کے مذہب کی رو سے بھی مردود و غیر معتبر ہونا ظاہر فرما دیا۔ اگر اہلسنت کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ معتزلہ کا مذہب نہ ہوتا تو آپ وجهل مذهبه وتناهى فى الضلال حتى لم يعلم مشربه ہرگز نہ فرماتے۔ گروہ معتزلہ سے زمخشری کا استثنے فرمانا اور اس کا الگ ذکر فرما کر اس کا رد بلیغ فرمانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اعلیحضرت کے نزدیک زمخشری کے علاوہ باقی تمام گروہ معتزلہ کا افضلیت مطلقہ پر اجماع ہے نیز آپ کا یہ فرمانا کہ معتزلہ محل خلاف سے حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کو

"بالیقین مخصوص و مستثنے جانتے ہیں"

بھی اسی حقیقت کو واضح فرماتا ہے۔ "البرق" کا مصنف یا تو اعلیحضرت کی اردو کی عبارت کو بھی نہیں سمجھتا اور یا دیدہ و دانستہ اپنی تحقیق کے زعم میں اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیق کو غلط رنگ میں پیش کر رہا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر ہم حضور اعلیحضرت کا ایک اور حوالہ پیش کریں جس سے اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کا آفتاب تحقیق پوری تابانی کے ساتھ جلوہ گر ہو۔ اور مسئلہ زیر بحث میں اعلیحضرت کی تحقیق کے بارہ میں کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔ اعلیحضرت فرماتے ہیں۔

ان خلاف المعتزلة ايضا فى غيره صلى الله تعالى عليه وسلم من الانبياء السابقين فقالو بتفضيل الملائكة عليهم صلوات الله تعالى عليهم اجمعين اما هو صلى الله عليه وسلم

فافضل منهم جميعا باجماع بلا نزاع اما الزمخشري فنقل سفه نفسه وجهل من مذهبه كما نبه عليه العلامة الزرقاني في شرح المواهب اللدنيه۔

تحقیق معتزلہ کا خلاف محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء سابقین کے متعلق ہے کیونکہ ان کے نزدیک ملائکہ (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ) دیگر انبیاء صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل ہیں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم (معتزلہ کے نزدیک بھی) باجماع بلانزاع سب سے افضل ہیں (حضور کی افضلیت کے متعلق ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے) باقی رہا زمخشری تو اس کا دل احمق ہے اور وہ اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ جیسا کہ علامہ زرقانی نے شرح مواہب میں اس پر تنبیہ فرمائی۔ (المعتمد المستند ص ۱۱)

کیا اس قدر وضاحت کے بعد بھی "البرق" کا مصنف یہ کہہ سکتا ہے کہ "اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے گروہ معتزلہ فرما کر اس اختلاف کو واضح فرما دیا" مصنف کو چاہیئے کہ ایمانداری کے ساتھ اعلیٰحضرت کی اس وضاحت پہ نظر فرمائے اور بیجا ضد وعناد سے باز آئے۔ واللہ الهادی والموفق۔

تیسرا حوالہ۔ ہمارا تیسرا حوالہ یہ تھا کہ شرح عقائد کی شرح نبراس میں ہے .... امام فخر رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا۔ اجماع اس پہ منعقد ہے کہ بیشک ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام فرشتوں سے افضل ہیں اہلسنت و معتزلہ کا خلاف حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہونے میں نہیں بلکہ آپ کے سوا اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے" (افضل حق ص ۸)۔

امام رازی علیہ الرحمۃ کا جو ارشاد بحوالہ نبراس مذکور ہوا۔ اس کا ذکر
زرقانی کے پہلے حوالہ میں بھی آچکا ہے۔ دیگر محققین علماء کی طرح امام موصوف
کی بھی یہی تحقیق ہے۔ کہ اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی اس بات پر اجماع ہے
کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں۔ اور انبیاء و ملائکہ
کی تفضیل میں جو اختلاف ہے وہ حضور ملکے علاوہ ہے۔ علامہ زرقانی نے
بھی یہی نقل فرمایا۔ اعلیحضرت نے بھی یہی کہا اور تفسیر کبیر کے حوالہ سے نبراس
میں بھی اسی کا بیان ہے جسے ہم نے "افضل الخلق" میں نقل کیا۔ احباب
دوبارہ اس کا اعادہ ہوگا۔ ہم نے یہ کہا تھا۔ کہ امام رازی نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے۔ اور اس بات پر
نبراس کا حوالہ پیش کیا تھا۔ جہاں تک امام رازی سے متعلق ہمارا دعویٰ تھا۔
نبراس سے ہم نے اس کا ثبوت پیش کر دیا۔ اس میں نہ کوئی دھوکہ ہے اور نہ کوئی
خیانت۔ لیکن "البرق" پارٹی چونکہ خود دھوکہ دخیانت کی عادی ہے۔ اس
لیے "البرق" کے مصنف نے امام رازی کے متعلق ہمارے نبراس کے حوالہ پر
نہایت مکروہ انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے ہم پر خواہ مخواہ دھوکہ وخیانت کا
الزام لگایا ہے۔ اور ثبوت یہ دیا ہے کہ ہم نے (اپنے دعوے کے مطابق) امام
رازی کے متعلق عبارت نقل کرنے کے بعد قیل فیہ نظر، کو ہضم کر لیا ہے
حالانکہ یہ خود دھوکہ و مغالطہ ہے۔ کیونکہ ہم نے جو دعوےٰ کیا تھا۔ وہ پورا کر دیا گیا
ہے اور مسئلہ زیر بحث میں امام رازی کی تحقیق و مسلک بیان کر دیا۔
اس کے بعد فیہ نظر ہو یا کچھ اور ہو نہ وہ ہمارے دعویٰ سے متعلق ہے۔ نہ
اس سے امام رازی کی تحقیق پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ ہم پر الزام اس صورت
میں ہو سکتا تھا جبکہ ہم نے اپنے دعویٰ کے مطابق حوالہ غلط دیا ہوتا یا امام رازی

کے ارشاد میں کوئی کمی کی ہے یا اس کا مطلب غلط بیان کیا ہے حالانکہ ان... تنزلاً
ہم نے کوئی ایک الزام بھی آپ کا ہم پر قائم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہم زیر نظر
حوالہ کے علاوہ زرقانی و اعلیٰحضرت کے حوالہ سے بھی یہ ثابت کر چکے ہیں کہ
امام رازی و دیگر محققین کے نزدیک اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اتفاق ہے۔ لہٰذا مسئلہ زیر بحث میں
اجماع معتزلہ پر امام رازی کے نام کی تصریح ہونے کے باوجود ان کے نقل کردہ اجماع
کو بلا دلیل محض اہلسنت کے ساتھ مخصوص کرنا امام موصوف کی تحقیق و مسلک
کے خلاف و غیر صحیح اور توجیہ القول بما لا یرضی به القائل کا
مصداق ہے۔ نیز سیاق کلام و انداز بیان بھی اس کا مقتضی نہیں ہے۔

ایک اہم انکشاف پھر ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ خود
انہی "البرق" والوں نے اپنے ایک اور رسالہ "التنویر" میں زرقانی ہی کا
ایک اور حوالہ لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ انہی کی زبانی یہ ہے کہ
وہ محل خلاف ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ما سوا دیگر انبیاء علیہم السلام
ہیں۔ کیونکہ نبی کریم فرشتوں سے افضل ہیں ساتھ اجماع کے حتیٰ کہ معتزلہ
کے اجماع سے بھی جیسا کہ محققین کی ایک جماعت نے کہا جیسے امام رازی
رحمۃ اللہ علیہ" (التنویر صفحہ ۳۶)
کیا التنویر کی "مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری" کے مصداق اس
گواہی کے بعد بھی اب اس بات میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہے۔
کہ امام رازی جیسے محققین علماء کے نزدیک اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اجماع ہے کیا اس قدر
دلائل واضحہ و وضاحت و روشن تحقیق کے بعد بھی یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ

"امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع سے صرف اہلسنت کا اجماع مراد لیا ہے"

اور معتزلہ اس مسئلہ میں ہرگز اہل سنت کے ساتھ متفق نہیں ہیں۔ ان بعض معتزلہ کا اہلسنت کے قول کی تائید کر دینا اور بات ہے" (البرق ص۲۲)

"رازی دوراں" بننے کے شوق میں ـــ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو مسخ کرنا اور ان کی تحقیق و مراد کے خلاف ان کے سر غلط مضمون تھوپنا کیا یہی انصاف و دیانت ہے۔ جس کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے۔ اور اپنی بجائے دوسروں پر تحریف، تحریف وغیرہ کا و خیانت کا الزام لگایا جا رہا ہے

اے چشمِ اشکبار ذرا دیکھ تو سہی — یہ جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

ایک اور مغالطہ

بحوالہ نبراس افضل الخلق میں امام رازی علیہ الرحمۃ کا جو ارشاد ہم نے نقل کیا تھا۔ اگرچہ اس کا بھی مطلب وہی تھا جو ہم نے بیان کیا تھا۔ لیکن چونکہ اس عبارت میں صراحۃً اجماع معتزلہ کا ذکر نہ تھا۔ اس لئے صاحب نبراس کی اپنی تحقیق کے مطابق فیہ نظر کی طرف التفات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مگر "اہم انکشاف" کے تحت التنویر کی جو عبارت ہم نے پیش کی ہے۔ اس میں بحوالہ زرقانی صراحۃً یہ مذکور ہے کہ

"نبی کریم ملائکہ سے افضل ہیں ساتھ اجماع کے حتیٰ کہ معتزلہ کے اجماع سے بھی جیسا کہ محققین کی ایک جماعت نے کہا جیسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ"

لیکن معتزلہ کے اس اجماع کی تصریح کے باوجود التنویر کے حاشیہ میں بحوالہ نبراس معتزلہ کے اجماع پر فیہ نظر کو چسپاں کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ محض دھوکہ و مغالطہ ہے کیونکہ نبراس میں جس قول کے متعلق فیہ نظر اور اس کا جواب ہے اس کی عبارت میں اجماع معتزلہ کی تصریح نہیں (اگرچہ حقیقتاً معتزلہ کا اجماع بھی مراد ہے) لیکن بحوالہ التنویر زرقانی کی مذکورہ عبارت میں

بحوالہ محققین اجماع معتزلہ کی تصریح ہے۔ اور اجماع معتزلہ کی تصریح کے بعد اجماع کو صرف اہلسنت کے ساتھ خاص کرنے کا نہ سوال پیدا ہوتا ہے نہ کسی کو اس کا حق پہنچتا ہے۔

لیکن ہے یہ مصنف التنویر کی سینہ زوری کہ جس نے خواہ مخواہ اس صاف و صریح اجماع پر فیہ نظر کو چسپاں کر کے مغالطہ دیا ہے۔ التنویر کی بدقسمتی میں جن محققین کی جماعت نے مسئلہ زیر بحث میں اجماع اہلسنت کیساتھ اجماع معتزلہ کی تصریح فرمائی ہے۔ کیا معاذ اللہ ان کی یہ تصریح غلط ہے؟ کیا انہوں نے بلا ثبوت و تحقیق ایسا کہہ دیا ہے۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ اس مسئلہ میں معتزلہ کا اجماع نہیں ہے۔ اپنی نام نہاد تحقیق کے زعم میں اکابر محققین کی صحیح تحقیق و روشن تصریح پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا نہایت افسوسناک ہے۔

زرقانی کا ایک اور حوالہ۔ علامہ زرقانی مذکورہ تصریحات کے علاوہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

قد قال بعض علماء المغاربة جهل الزمخشري مذهبه فان المعتزلة مجمعون على انه افضل من جبريل نعم قيل ان طائفة منهم خرقوا الاجماع كالرماني فتبعهم الكشاف جهلاً۔

تحقیق بعض مغربی علماء نے فرمایا۔ کہ زمخشری اپنے مذہب سے جاہل ہے جس نے جبریل کو حضور پر فضیلت دی (نبی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیونکہ معتزلہ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبریل علیہ السلام سے افضل ہونے پر اجماع ہے ہاں رمانی کی طرح معتزلہ کے ایک گروہ نے خرق اجماع کیا ہے اور زمخشری نے اپنی جہالت کے باعث ان خارقین اجماع کی اتباع کی ہے۔

(زرقانی ج۲ ص۶۹)

اس سے ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں۔

واذا ثبت ان لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فضائل اخر نتیٰ زادت علی الملائکۃ السبع التی تشبث بھا اھل المعتزلۃ فیکون افضل من جبریل و ھو اجماع من المعتزلۃ الیھم کما مر

جبریل علیہ السلام کی افضلیت کا جن سات فضائل سے جاہل معتزلہ نے سہارا لیا ہے۔ ان سے زیادہ فضائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اور اس پر معتزلہ کا بھی اجماع ہے۔ جیسا کہ دیکھئے صفحہ ۱۸۵ پہ گذرا۔ (زرقانی ج ۶ ص ۱۸۶)

شرح جوہرۃ التوحید کا حوالہ

شیخ عبد السلام لقانی شرح جوہرۃ التوحید و علامہ امیر اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

وافضلیتہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع المخلوقات مما اجمع علیہ المسلمون وھو مستثنیٰ من الخلاف فی التفضیل بین الملک والبشر۔ قال الیوسی ولا ما ذکرہ الزمخشری بینہ وبین جبریل مما لا یعتد بہ ولا ینبغی ان یذکر۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل المخلوقات ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور ملک و بشر کی تفضیل میں جو اختلاف ہے۔ حضور کی افضلیت اس سے مستثنیٰ ہے۔ علامہ یوسی نے کہا کہ زمخشری نے جبریل علیہ السلام کو جو حضور سے افضل کہا ہے۔ وہ کسی گنتی شمار میں نہیں ہے اور نہ ہی اس کا ذکر مناسب ہے

(شرح جوہرۃ التوحید مع حاشیہ ص [illegible])

افضل الخلق کے سالفر اور خیر الخلق کے مذکورہ حوالوں سے روز روشن کی طرح یہ واضح و ثابت ہو گیا کہ اکابر محققین کی تحقیق کے مطابق۔

● حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور اہل سنت کے علاوہ معتزلہ کا بھی اس پر اتفاق و اجماع ہے۔

● ملک و بشر کی تفضیل میں جو اختلاف ہے معتزلہ کے نزدیک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔

● زمخشری و رمانی وغیرہ چند معتزلہ کہ جس گروہ نے جبریل علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کہا ہے وہ خرق اجماع کے مرتکب ہیں اور اپنے مذہب سے جاہل ہیں۔ کیونکہ معتزلہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں۔

● زمخشری وغیرہ نے سیدنا جبریل کو اس مسئلہ میں جو افضل کہا ہے۔ وہ کسی گنتی و شمار میں نہیں ہے۔ اور اس کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں ہے۔

محققین کی ان روشن تصریحات کے باوجود مصنف البرق کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ کو اختلافی قرار دینا معتزلہ کے اجماع کو جھٹلانا اور زمخشری وغیرہ خارقین اجماع کے مردود و نامقبول اختلاف کو اچھالنا محض تحکم و سینہ زوری اور اصول و دیانت کے سراسر خلاف ہے۔

شبہ کا ازالہ۔ باقی رہا یہ شبہ کہ

وہ معتزلہ کا علمہ شدید القوی و منزلہ بہ الروح الامین (الآیۃ) سے استدلال دلالت کرتا ہے کہ معتزلہ کا خلاف صرف دیگر انبیاء علیہم السلام تک محدود ہی نہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں بھی ان کا یہ خلاف پایا جاتا ہے

تو یہ شبہ بھی عدم توجہ کے باعث ہے۔ اور اس کا جواب یہ نہیں ہے کہ مسئلہ زیر بحث میں اجماع سے صرف اہلسنت کا اجماع مراد ہے۔ بلکہ محققین کی تصریحات کی روشنی میں اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ پر معتزلہ کے اجماع بلانزاع کے باوجود زمخشری وغیرہ چند معتزلہ کے ایک گروہ نے خرق اجماع کا ارتکاب کیا ہے۔ اور اس قسم کے تمام استدلال (جن کو البرق میں علیحدہ بھی ذکر کیا ہے) ان ہی خارقین اجماع معتزلہ کے ہیں۔ جو اپنے مذہب سے جاہل ہیں۔ اور جہاں کہیں افضلیت مطلقہ میں معتزلہ کے خلاف کا ذکر آیا ہے۔ وہاں وہی خارقین اجماع معتزلہ مراد ہیں۔ اہل اجماع معتزلہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے خلاف ہیں اور نہ ہی ان کے یہ استدلال ہیں۔ اور نہ ہی خرق اجماع سے ان کے اجماع کو کوئی ضرر پہنچتا ہے۔ لہذا تحقیقی طور پر معتزلہ کے ثابت شدہ اجماع کو نظر انداز کر کے محض چند خارقین اجماع معتزلہ کے خلاف اجماع استدلال کو پیش نظر رکھ کر یہ حکم لگانا کہ

"معتزلہ کا مذہب بالیقین یہی ہے کہ وہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح ہمارے آقائے نامدار صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی ملائکہ کو افضل سمجھتے ہیں"۔ (البرق ص۱۶)

محض غلط و ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ائمہ محققین کی تصریحات کے بالکل خلاف اور حقیقت حال کے بالکل برعکس ہے۔ اور اس سلسلہ میں زمخشری وغیرہ کے خرق اجماع کو بطور دلیل اجماع کے خلاف پیش کرنا ہرگز صحیح نہیں ہے کیونکہ خرق اجماع تو خود اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسئلہ زیر بحث میں معتزلہ کا اجماع ہے۔ کیونکہ اگر اس میں معتزلہ کا اجماع نہ ہوتا تو رمانی وغیرہ سے متعلق

خرقوا الاجماع نہ کہا جاتا۔ جب اجماع نہ ہو تو "خرق اجماع" کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ کسی کے خرق اجماع سے اجماع متاثر و متزلزل نہ ہوگا۔ بلکہ خرق اجماع کے مرتکب خود مورد الزام ہونگے۔ ہماری اس تفصیل و مذکورہ تصریحات و دلائل کی روشنی میں اب یہ بات پوری طرح واضح ہو چکی ہے۔ کہ ہم نے "افضل الخلق" میں جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔ اور سیدنا اعلیٰحضرت امام رازی و دیگر ائمہ محققین کے بیانات کے مطابق اہلسنت کی طرح معتزلہ کا بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے پر اجماع ہے۔ اور "التنویر" میں "البرق" کے اپنے ہی گھر کے پیش کردہ اس حوالہ کے بعد تو کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ

"معتزلہ کے نزدیک اگرچہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا دیگر انبیاء علیہم السلام ہیں کیونکہ نبی کریم ملائکہ سے افضل ہیں۔ ساتھ اجماع کے متفق کہ معتزلہ نے اجماع سے بھی جیسا کہ محققین کی ایک جماعت نے کہا جیسے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ" (التنویر ص۳۶ بحوالہ زرقانی)۔

اب بھی اگر "البرق" کا مصنف اعلیٰحضرت امام رازی و دیگر ائمہ محققین کے منہ آئے۔ ان کے مقابل اپنی غلط تحقیق کو اچھالے اور یہی کہتا رہے۔ کہ "اس مسئلہ (افضلیت مطلقہ) ——— میں معتزلہ کو اہلسنت سے متفق قرار دینا صریح جھوٹ اور قطعاً باطل و مردود ہے" تو بڑے ہی افسوس و ستم کی بات ہے۔

ایک شرمناک بہتان۔ مسئلہ زیر بحث میں قلم اٹھانے سے ہمارا مقصد صرف یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ بالکل طے شدہ ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا اہم و نمایاں اور عظیم الشان وصف ہے۔ کہ اہلسنت و جماعت کے علاوہ

معتزلہ کا بھی اس پر اجماع و اتفاق ہے۔ اور چونکہ یہ حضور کی شان کا معاملہ ہے اس لئے اس طے شدہ اجماعی و اتفاقی مسئلہ کو اختلافی قرار دینا اور بحث و نکتہ چینی کا موضوع بنانا صحیح نہیں ہے۔ اس میں معتزلہ کی کسی قسم کی کوئی حمایت مقصود نہیں۔ بلکہ صرف اپنے پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی عظمت و شوکت کا مظاہرہ ہی پیش نظر ہے۔ مگر افسوس کہ "البرق" کے ناخدا ترس مصنف نے ہم کے ساتھ اس سلسلہ میں ہم پر معتزلہ کے ساتھ گٹھ جوڑ اور ان کا حق رفاقت ادا کرنے کا الزام لگایا ہے۔ اس پر ہم سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ اللہ نیتوں کو جانتا ہے۔ اور اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے اسے خوب علم ہے کہ اس سلسلہ میں ہمیں معاذ اللہ معتزلہ کی حمایت مقصود ہے۔ یا اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بے مثالی کا اظہار مقصود ہے۔ اور اسے یہ بھی علم ہے کہ اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نہایت ارفع و اعلیٰ بلند و بالا شان کے متعلق ایک اجماعی و اتفاقی مسئلہ کو بلا وجہ تختۂ مشق بنا کر اسکو مجروح کرنے اور ایک ایسی غلط و ناجائز بات کو اچھالنے والا کون ہے۔ جو کہ اہلسنت و معتزلہ کے اجماع کے قطعاً خلاف ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ پر معتزلہ کے اجماع کا ذکر کرنے میں کوئی فائدہ اور اس سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت کا مزید مظاہرہ مقصود نہ ہوتا تو حضرات امام رازی و علامہ زرقانی و دیگر محققین کو معتزلہ کے اجماع کو اس طرح بالاہتمام ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا ان حضرات نے معاذ اللہ اجماع معتزلہ کا ذکر فرما کر معتزلہ کا حق رفاقت ادا کیا ہے۔ اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کا ثبوت دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

"احسن التحریر" کے مصنف نے
امام حلیمی و قاضی باقلانی پر صرف یہی غلط بیانی نہیں کی تھی کہ
معتزلہ کو بھی افضلیت مطلقہ کا منکر کہا تھا۔ بلکہ یہ بھی ستم کیا تھا کہ جن
اکابر علماء اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی و امام ابو عبداللہ حلیمی وغیرہما کا
تفضیل انبیاء و ملائکہ میں اختلاف ہے۔ ان کو بھی حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے مفضل علیہ ہونے کا قائل قرار دیا تھا لیکن "افضل الخلق"
میں ہمارے پیش کردہ دلائل کے بعد "البرق" میں یہ تو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ
افضلیت مطلقہ پر اہلسنت وجماعت کا اجماع ہے۔ لیکن اپنی بات رکھنے
کے لئے اجماع تسلیم کر لینے کے باوجود ان دونوں اماموں کو پھر بھی افضلیت
مطلقہ کا مخالف ظاہر کر کے دوسرے طریقہ سے ان کی صفائی پیش کرنے
کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ جب یہ واضح ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی ذات گرامی محل خلاف ہے ہی نہیں۔ اور اہلسنت تو اہلسنت معتزلہ
کا بھی حضور کی افضلیت پر اجماع ہے تو پھر اس میں نہ کسی اہلسنت کے خلاف
کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ان کی صفائی پیش کرنے کی ضرورت رہتی ہے کیا
علماء محققین نے معتزلہ کا اجماع نقل کرنے کے بعد ان میں سے بعض (زمخشری
وغیرہ) کے خرق اجماع کا بھی ذکر کیا ہے لیکن اہلسنت میں سے تو کسی (قاضی
باقلانی و امام حلیمی وغیرہما) کے خرق اجماع کا ذکر ہی نہیں ہوا۔ پھر محض اپنی
غلطیات سے بچنے کے لئے محققین کی تصریحات کے خلاف بلا ثبوت محض اپنے
وہم وخیال سے قاضی ابوبکر باقلانی و امام حلیمی جیسے بزرگوں کو متہم کرنا
اور خواہ مخواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا مخالف ومنکر
ٹھہرانا کس قدر افسوسناک ہے۔ انسان کو چاہیے کہ پہلے ہی کسی ترنگ میں

نہ آئے اور سوچ سمجھ کر بات کرے اور اگر کوئی غلطی ہو بھی جائے تو اس سے رجوع کر لے۔ اپنی غلطی کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ایسے اکابر کے دامن کو خواہ مخواہ ملوث کرنا اور ان کی طرف "باطل قول" کو منسوب کرنا کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ ایسی شخصیتوں کے بارے میں تو ویسے ہی احتیاط کرنی چاہیئے۔ چہ جائیکہ ان پر افترا پردازی و بہتان تراشی کی جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

علامہ ابن حجر کا فیصلہ

موقع کے مطابق مسئلہ زیر بحث سے متعلق یہاں پر علامہ ابن حجر کے ارشادات مبارکہ نقل کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ ہمارے موقف کی مزید تائید ہو۔ مخالفین کو عبرت حاصل ہو اور اہل علم کو صورت حال سمجھنے میں مزید آسانی ہو۔ سنیئے علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

قال البلقيني وقد جاء عن غير واحد من الصحابة رضي الله عنهم ذلك ولا نعرف خلاف بين الصحابة في ذلك ولا بين التابعين... ولا نعرف احدا من الائمة خالفه في ان النبي صلى الله عليه وسلم افضل الخلق والذي ذكر عن المعتزلة والباقلاني والحليمي من تفضيل الملائكة

امام بلقینی نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور صحابہ کرام و تابعین میں اس بارہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور اماموں میں سے بھی کوئی ایسا امام نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کی مخالفت کی ہو اور معتزلہ و قاضی باقلانی و امام حلیمی

العلوية على الانبياء يمكن حمله على غير نبينا محمد صلى الله عليه وسلم اي كما نقله المتأخرون عن بعض الاكابر من المتقدمين واعتمدوه ولا نظر لجرأة الزمخشري وتصريحه في سورة التكوير بافضلية جبريل عليه السلام

کے نزدیک ملائکہ علویہ کی انبیاء پر جو افضلیت ہے وہ ہمارے نبی محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ پر محمول ہے (معتزلہ و باقلانی و حلیمی کے نزدیک بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق افضل الخلق ہیں) جیسا کہ متاخرین نے بعض اکابر متقدمین سے نقل کیا اور اس پر اعتماد فرمایا۔ اور زمخشری نے سورۃ تکویر میں جبریل علیہ السلام کو افضل قرار دینے کی جو جرأت کی ہے وہ قابل التفات نہیں ہے۔"

اس کے کچھ آگے فرماتے ہیں:—

"ولا يظن بابي حنيفة ولا بغيره من ائمة المسلمين انه يتوقف في تفضيل نبينا محمد صلى الله عليه وسلم على الملائكة -

امام اعظم ابو حنیفہ و آپ کے علاوہ کسی بھی امام کے متعلق یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الملائکہ ہونے میں توقف کیا ہو۔" (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۶۳، ۱۶۴)

دیکھئے علامہ ابن حجر نے کتنی وضاحت و صراحت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا نقل فرمایا ہے۔ اور معتزلہ و قاضی باقلانی و امام حلیمی کے متعلق خاص طور پر تصریح فرما دی ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق و بلا اختلاف افضل الخلق ہیں۔ اور ان کا اختلاف حضور پر نہیں بلکہ آپ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام

پر محمول ہے۔ لیکن "البرق" کا مصنف اعلیحضرت امام رازی علامہ زرقانی۔ علامہ ابن حجر و دیگر متقدمین و متأخرین اکابر ائمہ محققین کے سراسر خلاف یہی رٹ لگا رہا ہے۔ کہ نہ صرف معتزلہ بلکہ قاضی باقلانی و امام حلیمی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کے خلاف اور مفضل علیہ ہونے کے قائل ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

شعر
این کار از تو آید و "مرداں" چنیں کنند۔

علامہ ابن حجر تو فرماتے ہیں کہ کسی امام کے متعلق گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے میں توقف کیا ہو۔ مگر اس کے برعکس "احسن التحریر، البرق" کے مصنف باقلانی و حلیمی جیسے اماموں کو کھلم کھلا رسول اللہ صلی اللہ کے افضل الخلق ہونے کا مخالف و منکر اور مفضل علیہ ہونے کا قائل قرار دے رہے ہیں۔ اور اس پر بلا وجہ اصرار کر رہے ہیں۔ "احسن التحریر، البرق" کا یہ انکشاف و نئی تحقیق ان کے مصنف ہی کو مبارک ہو۔ متقدمین و متأخرین اکابر محققین کے خلاف کسی سنی کے لئے تو ان کی یہ تحقیق قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا محض فرعی مسئلہ ہے؟ احسن التحریر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے کو معتزلہ و اہلسنت[عـه] میں "اختلافی" قرار دیا تھا۔ لیکن "البرق" میں اس پر یہ بھی اضافہ کیا گیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا اصول دین سے نہیں ہے بلکہ محض ایک فرعی مسئلہ ہے۔ چنانچہ "البرق" کے صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے کہ۔ "فروعی مسائل (افضلیت مطلقہ) کو سامنے رکھ کر۔۔ کام نہ چلیگا"

علاوہ ازیں صفحہ ۲۳ پر مذکور ہے کہ
"یہ مسئلہ (افضلیت مطلقہ) اصول دین سے نہیں ہے۔"

عـه ملاحظہ ہو: اہل سنت میں

جیسے "البرق" کے مصنف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مطلقہ کے جلیل الشان مسئلہ کو اصول دین سے خارج اور محض ایک اختلافی اور فروعی و ظنی مسئلہ قرار دے کر اس کی اہمیت کو گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح علامہ ابن حجر کے زمانہ میں بھی ایک "معترض" نے یہی بات کہی تھی، جس کے جواب میں علامہ موصوف فرماتے ہیں:

اما قول المعترض ليس ذلك مما كلفنا بمعرفته فغلط منه كيف وهذه المسألة من مسائل اصول الدين ونحن مكلفون بان نعظم نبينا ونوقره وان نأخذ بالادلة التی جاءت مبينة مرتبته وقربه من ربه واما قول المعترض الكلام فيه فضول ففيه جرأة عظيمة علی من تكلم فی ذلك من الصحابة وعلماء الامة بل الكلام فی ذلك مطلوب واعتقاده واجب.

معترض کا یہ کہنا کہ ہم اس مسئلہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الخلق ہونے) کی معرفت کے مکلف نہیں ہیں غلط ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ یہ مسئلہ (افضلیت مطلقہ) مسائل اصول دین سے ہے۔ اور ہم اس بات کے مکلف ہیں کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کریں اور ان دلائل کو اخذ کریں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب و مرتبہ کا بیان ہے۔ اور معترض کا یہ کہنا کہ اس مسئلہ میں کلام کرنا فضول ہے یہ بھی ان صحابہ و علماء امت پر جرأت عظیم ہے جنہوں نے اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ بہرحال اس مسئلہ میں کلام مطلوب ہے اور اس کا اعتقاد واجب ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۶۳)

دیکھئے جس مسئلہ کو "البرق" میں اصول دین سے خارج و فروعی و ظنی و اختلافی کہا گیا ہے علامہ ابن حجر اسی مسئلہ کو کتنے اہتمام کے ساتھ مسائل

اصول دین سے قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے اعتقاد کو واجب قرار دیتے ہیں
شیخ عبد السلام لقانی علیہ الرحمۃ نے بھی اس عظیم الشان مسئلہ کو
اسی طرح نہایت اہتمام و پُرزور الفاظ میں بیان کیا ہے فرماتے ہیں۔

فالواجب على كل مكلف اعتقاد
انه صلى الله عليه وسلم افضل
الجميع فيعصى منكره ويبدع
ويؤدب اذا عرفت هذا الحكم
المجمع عليه فمل عن الشقاق
اى المنازعة فيه واجزم به
معتقدا صحته لانه لا يجوز
الاقدام على خرق الاجماع۔

ہر مکلف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے "افضل الخلق" ہونے کا
اعتقاد واجب ہے اس کا منکر گنہگار
و بد مذہب ہوگا۔ اور اس کی تادیب
کی جائے گی۔ جب تو نے یہ مجمع علیہ حکم
پہچان لیا تو اب اس بارہ میں جھگڑا
چھوڑ دے اور اس عقیدۂ مبارکہ
کی صحت کا جزم کر کیونکہ خرق اجماع
کا اقدام ناجائز ہے۔ (شرح جوہرۃ التوحید ص ۱۱۹)

اس سلسلہ میں سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا پُرزور بیان گزر چکا ہے۔ کہ
"حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و
سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے جس
میں خلاف نہ کرے گا۔ مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین والعیاذ باللہ رب العالمین"

علاوہ ازیں آپ فرماتے ہیں۔

والحق ان تفضيل نبينا صلى الله
تعالى عليه وسلم على العالمين
جميعا مقطوع به مجمع عليه بل
كاد ان يكون من ضروريات الدين

حق یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا "افضل الخلق" ہونا قطعی
اجماعی ہے بلکہ قریب ہے کہ ضروریات
دین سے ہو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ

فانی لا اعلم یجھله احد من المسلمین، فلا یعرف وثبت	مسلمانوں میں سے کوئی اس سے ناواقف ہے اس کی پہچان اور اس پر

ثابت رہ" (المعتقد المنتقد ص۲۳۱)۔

علامہ ابن حجر، شیخ عبدالسلام لقانی و اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر اہل سنت اور محققین بزرگان دین کی تصریحات آپ کے سامنے ہیں۔ دیکھیے ان میں سے کسی بزرگ و محقق نے اس مسئلہ کو اصول دین سے خارج اور نظری ظنی اختلافی و فرعی نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف صاف فرمایا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا۔

● — قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی اتفاقی مسئلہ ہے۔ ● — مسائل اصول دین سے ہے اور قریب ہے کہ ضروریات دین سے ہو ● — ہم اس کے مکلف ہیں اور ہر مکلف پر اس کا اعتقاد واجب ہے ● اس کا مخالف خارق اجماع و گمراہ بددین بندۂ شیاطین ہے۔

مگر ان اکابر کی روشن تصریحات کے بالکل برعکس ماہنامہ السعید ملتان کے ایڈیٹر اور احسن التحریر البرق کے مصنف کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الخلق ہونا۔

● — قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی اتفاقی مسئلہ نہیں ہے بلکہ محض ظنی نظری یا محض اختلافی و فرعی مسئلہ ہے۔ (البرق ص۲۳) ● — یہ مسئلہ اصول دین سے نہیں ہے۔ لازا التنویر میں یہ تصریح کی ہے کہ یہ مسئلہ اصول دین سے نہ ہو نہ ہم اس کے مکلف ہیں اور نہ اس کی تصدیق ہم پر واجب ہے (البرق ص۲۳۔ التنویر ص)

● — معتزلہ اس کے مخالف ہیں اور امام باقلانی و ابو عبداللہ حلیمی علیہ الرحمۃ صفت

اس مسئلہ میں معتزلہ کے متبع ہیں۔ (البرق ص ۱۵) فلا حول ولا قوۃ الا باللہ
کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ اکابر محققین و ائمہ دین نے اس مسئلہ کو جس قدر تاکید و اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ بزعمِ خویش موجودہ محققین نے اس عظیم الشان مسئلہ کو بلا ثبوت و دلیل محض اپنے وہم و خیال سے اسی قدر پیچیدہ بنا دیا ہے۔ اور اس پر اس طرح تنقید کرکے اس کو ایک عام معمولی و اختلافی مسئلہ ظاہر کرکے اس کی اہمیت کو خواہ مخواہ کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے نہ پیارے مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظیم الشان و بے مثال عظمت و وجاہت کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور نہ ہی اکابر ائمہ محققین کی تحقیق و تصریحات کو درخور اعتنا سمجھا ہے۔ حالانکہ ائمہ محققین کے مقابلہ میں اپنی جس تحقیق پر ان کو زعم ہے۔ اس کا یہ حال ہے۔ کہ انہوں نے ماہنامہ السعید و احسن التحریر میں تو اس مسئلہ کو آیات طیبہ و نصوص شرعیہ قطعیہ سے ثابت مانا ہے اور ضروریات دین میں شمار کیا ہے۔ اور "البرق" میں اسی مسئلہ کو اصول دین سے خارج اور ظنی و فرعی و اختلافی قرار دیا ہے۔ گویا بیک وقت ایک ہی مسئلہ نصوص قطعیہ سے ثابت و اجماعی و ضروری دینی بھی ہے۔ اور اصول دین سے خارج و فرعی و اختلافی و ظنی بھی ہے کیا اسی تضاد اور قلبی اضطراب و ذہنی انتشار کا نام تحقیق ہے!؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

دھمکی کا جواب

"البرق" کے آخر میں "ضروری انتباہ" کے عنوان سے ایک دھمکی دی گئی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ "ہمارے سب سے بڑے مقتدا کا نام لے کر کوئی بات نہ کی جائے" اس سے قطع نظر کہ "البرق" کے اس انتباہ میں جو زبان استعمال کی گئی ہے۔ وہ اخلاق و شرافت کے

معیار پر کہاں تک پوری اترتی ہے۔ اس اشتباہ کے جواب میں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ ہمیں محض اہل سنت و جماعت کے صحیح مذہب و دینی شرعی مسائل کا صحیح بیان مقصود ہے۔ اور کسی کی ذات سے کوئی جھگڑا اور واسطہ نہیں ہے۔ چونکہ احسن التحریر کے بعض سطر نے پر میرے واجب الاحترام استاذ اور ۱۹۵۶ء کے آخر میں دنیائے اہل سنت کی ایک جلیل الشان مخدوم و محترم شخصیت کا نام نہایت مکروہ انداز میں استعمال کیا گیا تھا۔ اس لئے ہمیں بھی یہی احساس بیدار کرنے کے لئے (جس کا مصنف البرق کو اب خیال ہوا ہے) مخالفین کا نام لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ورنہ اگر مخالفین خود احتیاط کرتے تو ہمیں ان میں سے کسی بڑے کا کیا چھوٹے سے چھوٹے حقیر سے حقیر ذلیل سے ذلیل فرد کا نام لیکر قلم و قرطاس کو ملوث کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ "البرق" کو دوسوں کو نصیحت کرنے سے پہلے خود اپنے گھر کی اصلاح کرنی چاہیئے باقی رہا "جبہ و دستار" (جس کا البرق و التنویر میں بار بار ذکر کیا گیا ہے) تو یہ خدا تعالیٰ کی قدرت و دین ہے کہ کسی کو جبہ و دستار سے مشرف فرمایا ہے اور کسی کو نقطہ ٹوپی و کرتہ نصیب کیا ہے۔ اس میں کسی کو حسد کرنے اور جلنے کی کیا ضرورت ہے۔ ؎ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔

جبہ و دستار کو مولیٰ تعالیٰ نے جو تقدس و عظمت عطا فرمائی ہے وہ بفضلہ تعالیٰ تا قیام قیامت علی رغم انف حاسدین انشاء اللہ العزیز قائم رہے گی کوئی حاسد و مخالف جبہ و دستار کی عظمت و تقدس ہرگز نہیں چھین سکتا البتہ جہاں تک ٹوپی کا تعلق ہے اس کی قلعی اتر کر اصل حقیقت نکھر کر سامنے آگئی ہے۔ اور ٹوپی کا بھانڈا پوری طرح پھوٹ چکا ہے۔ اور اہل نظر پر اس کی اصلیت اچھی طرح واضح ہو گئی ہے۔ ؎

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

لائلپور شریف

"البرق" کے شمارہ ہی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل سنت کو گمراہ اور کافر قرار دینے کی مہم اسقدر شدت سے جاری ہے کہ قابل بیان نہیں۔ اس تکفیر و تفضیل کا اصل مرکز لائلپور ہے اور اس کی شاخیں گوجرانوالہ سے عارف والا تک پھیلی ہوئی ہیں"۔ حالانکہ تمام اہل نظر و باخبر حضرات بخوبی جانتے ہیں۔ کہ لائلپور شریف "تکفیر و تفضیل" کا نہیں۔ بلکہ اہل سنت وجماعت و علم و عرفان کا مرکز ہے۔ اور بے شمار مخلوق خدا نے اس مرکز سے فیض و ہدایت حاصل کی ہے۔ اور صرف عارف والا و گوجرانوالہ ہی نہیں بلکہ جہاں جہاں بھی اس کی شاخیں ہیں۔ ماشاء اللہ وہاں اہل سنت وجماعت کی تبلیغ و نشر و اشاعت کا حسب استطاعت وسیع سلسلہ جاری ہے۔ اور انہی مخلصانہ دینی خدمات کی بنا پر ہر جگہ لائلپور شریف کا شہرہ ہو چکا ہے۔ ہر سنی کو اپنے اس مرکز پہ ناز ہے اور ہر بد مذہب اس سے خائف و لرزہ براندام ہے۔ لائلپور میں مختصر سی مدت میں جو وسیع تنظیم اشاعت دینی تبلیغی کام ہوا ہے۔ چونکہ مخالفین و حاسدین اس سے برسوں پہلے اپنے اڈے جمانے کے باوجود وہ کام نہیں کر سکے اس لئے اب وہ قوم کے سامنے اپنی رو سیاہی کو چھپانے اور اپنے جاہل مریدوں کو بدستور دام تزویر میں مبتلا رکھنے کے لئے لائلپور کے خلاف اس قسم کا معاندانہ پراپیگنڈا کر کے اپنا بھرم قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ لائلپور لائلپور ہے۔ اور حاسدین و مخالفین کی کوئی ناپاک کوشش اس کے سنہری کارناموں پہ پردہ نہیں ڈال سکتی ہے

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

لائلپور سے معاذ اللہ کسی اہل سنت کو کافر و گمراہ قرار نہیں دیا گیا۔ تا آں جو اپنے

عقیدۂ باطلہ کے باعث خود ہی اہلسنت و اسلام سے خارج ہوں ان کے متعلق حکم شرعی بیان کر کے مسلمانوں کو ان سے ضرور خبردار کیا گیا ہے۔

افسوس جو بات بدمذہب و مخالفین اہل سنت لائلپور کے متعلق کہتے تھے آج وہی بات "بعض سنی" کہلانے والے حاسدین کی زبان سے نکل رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر لائلپور سے بدمذہبوں کے متعلق کوئی چیز شائع ہو تو یہ لوگ اس کو بھی خواہ مخواہ اپنے پر محمول کر کے بدمذہبوں کے ساتھ اتحاد و ان کی وکالت کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں چنانچہ رمضان المبارک میں رویت ہلال کے متعلق ایک پمفلٹ شائع ہوا جس کا جواب کسی بدمذہب سے تو ہو نہ سکا لیکن حاسدین کی اس پارٹی نے لاہور سے اس کا نام نہاد جواب شائع کر کے بلا قیمت مخالفین اہل سنت کی وکالت کا حق ادا کیا۔ اہل سنت کے خلاف مخالفین کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اور اس طرح ان کے ساتھ اپنے گٹھ جوڑ اور ان کا حق رفاقت ادا کرنے کا عملی ثبوت دیا۔ فالی اللہ المشتکی۔ کاش یہ حاسد لوگ اپنے حسد و غرور کے مظاہرہ سے باز رہتے۔ اہل سنت کے مقابلہ میں مخالفین اہل سنت کا ساتھ نہ دیتے اور اس وقت جب کہ متحد ہو کر اسلام و سنیت کی مخالف طاقتوں کے خلاف صف آرا ہونے کا وقت ہے۔ جماعت میں انتشار و بے اطمینانی پھیلا کر دشمنوں کی خوشنودی کا سامان نہ کرتے۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو نہ خود صحیح کام کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو اطمینان کے ساتھ کام کرنے دیتے ہیں۔

افضل الخلق

یہ رسالہ مبارکہ افضل الخلق کے نام و اس کے ساتھ درود شریف لکھنے کے متعلق البرق میں بیجا جاہلانہ اعتراض کیا گیا ہے اس کے متعلق مختصر طور پر شرح میں عرض کیا جا چکا ہے اور آخر میں ہم اہل علم کی

ضیافت طبع کے لئے اس سلسلہ میں ایک اور علمی چیز پیش کرتے ہیں۔
...... تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ

یہاں پر لفظ افضل الخلق کے دو معنی ہیں
"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور رسالہ افضل الخلق"
لہٰذا جب افضل الخلق بولا گیا تو اس سے رسالہ مراد لیا گیا اور اسکے بعد جب
صلی اللہ علیہ وسلم میں ضمیر ذکر کی گئی تو اس سے دوسرا معنی یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی مراد لی گئی۔ کیونکہ جس لفظ کے دو معنی ہوں
اس سے ایک معنی اور اس کی طرف جو ضمیر عائد ہو اس سے دوسرا معنی مراد
لینا شائع و ذائع ہے۔ اور اس کو صنعت استخدام کہا جاتا ہے۔
مختصر المعانی میں ہے۔ الاستخدام وھو ان یراد بلفظ لہ معنیان
احدھما ای احد المعنیین ثم یراد بضمیرہ ای بالضمیر العائد
الی ذالک اللفظ معناہ الاخر الخ۔ (مختصر المعانی صفحہ ۲۳۱)

ہمارے سابق تبصرہ و مختصر المعانی کے اس حوالہ سے ظاہر ہو گیا۔ کہ
"افضل الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" میں شرعی علمی تحقیقی طور
پر قطعاً کوئی سقم نہیں ہے۔ "البرق" کے بزعم خویش محقق فرنگی تحقیقی مصنف کا
اس کو موضوع بحث بنانا اور خرافات کا مظاہرہ کرنا محض جہالت و نادانی ہے۔

حرف آخر | جہاں تک پیارے مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان
اور افضلیت مطلقہ کے بیان کا تعلق تھا بفضلہ تعالیٰ اکابر
اہل سنت بزرگان دین و ائمہ محققین کی تصریحات کی روشنی میں ہم باحسن وجوہ اس
سے فارغ ہو چکے۔ اگر مخالفین اس مسئلہ حق و تحقیق اکابر کو قبول فرمائیں تو
بہتر ورنہ آئندہ ہمیں البرق کی طرح کسی مجموعہ ہفوات و غیر متعلقہ باتوں سے
کوئی سروکار نہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ ۔

(لاہور آرٹ پریس لاہور)